۱۲۱۳

ڈوب گیا سورج

تحریر

علی رضا میرزا محمد

ڈوب گیا سورج

تحریر	علی رضا میرزا محمد
ناشر	بعثت فاؤنڈیشن
تعداد	۵ ہزار
تاریخ	سنہ ۱۴۰۸ھ سنہ ۱۹۸۸ء
کاتب	صلاح الدین بارہ بنکوی
ڈیزائن	بعثت فاؤنڈیشن اطفال یونٹ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واہ واہ کتنا خوبصورت اور کتنا اچھّا بچہ ہے۔

پہاڑ کی اوٹ سے سورج اوپر نکلا تھا اور ہنس رہا تھا۔ صاف ستھری ہوا چل رہی تھی۔ نسیمِ صبح سوئے ہوئے درختوں کو جگا رہی تھی۔ چڑیاں چہچہا رہی تھیں۔ مدینہ کے خوبصورت شہر پر نور کی بارش ہو رہی تھی۔ مدینہ جنّت کی طرح خوبصورت ہو گیا تھا۔ حضرت علی اور حضرت فاطمہ بہت زیادہ خوش تھے۔ پیغمبر کو خبر دی گئی۔

"اے رسولِ خدا آپ کو مبارک ہو۔ فاطمہ زہراء کے خوبصورت درخت میں ایک حسین گلاب کھِلا ہے ایک خوبصورت بچّہ پیدا ہوا ہے"۔

پیغمبر خدا سن کر بہت خوش ہوئے اور حضرت علی کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ گھر پہونچ کر آواز دی اور گھر میں داخل ہو گئے۔

کتنا مختصر گھر۔ بس ایک حجرہ آدھے حصّہ میں گوسفند کی کھال کا فرش تھا۔ اور

بقیہ حصہ بغیر فرش کے تھا۔ حجرے کے ایک حصہ میں پانی کا پیالہ، روٹیوں کے ٹکڑے اور تھوڑے سے نمک کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

واقعاً کتنی سادہ کتنی اچھی زندگی تھی۔

حضرت علی خوش تھے۔ حضرت فاطمہ خوشحال تھیں۔ پیغمبر اسلامؐ حجرے میں داخل ہوئے غور سے بچہ کو دیکھا۔ لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس کے بعد جھک کر بچہؑ کو گود میں اٹھا لیا۔ خوشی کے مارے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بچہ کے رخسار پر لب رکھ دئے۔ بار بار پیار کیا۔ بار بار رخسار کا بوسہ لیا اور بچہ کا نام "حسین" رکھا۔

وہ دن گذر گیا۔ امام حسین دن بہ دن بڑھنے لگے۔ ماں کی محبت بھری آغوش میں پرورش پائی۔ باپ کے طرز زندگی سے درس حاصل کیا۔ پیغمبرِ اسلامؐ ان کو بہت زیادہ چاہتے تھے ان کے بارے میں بارہا ارشاد فرمایا۔

"خدایا میں اس کو چاہتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ"

پاکیزگی اور شجاعت کے آثار بچپنے ہی سے نمایاں تھے کہ ان کے والد مظلوموں کے دوست ہیں۔ فقیروں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ وہ بھی مظلوموں کے دوست اور ظالموں کے دشمن بنے۔ پاکیزگی، شرافت، عفت، پاکدامنی، تقویٰ، پرہیزگاری ماں کے کردار میں دیکھی لہذا ہمیشہ برائی، نجاست، کثافت، اور گناہوں سے دور رہے۔

امام حسین سات سال کے تھے کہ نانا رسول خداؐ کا انتقال ہوگیا۔ ابھی زیادہ دن نہیں گذرا تھا کہ چاہنے والی ماں بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئیں۔

امام حسین اگرچہ نانا کی بے پناہ محبّت اور ماں کے پیار سے محروم ہو گئے تھے لیکن مہربان اور چاہنے والے باپ کا سایہ سر پر موجود تھا۔ اپنے بھائی امام حسن اور زینب و ام کلثوم جیسی چاہنے والی بہنوں کے ہمراہ زندگی بسر کر رہے تھے۔

ایک مدت گذرنے کے بعد والد حضرت علی ظاہری خلافت پر فائز ہوئے۔ معاویہ جو کہ نہایت پست اور ذلیل تھا۔ اور دمشق کے ایک سجے سجائے محل میں زندگی بسر کرتا تھا اور اپنے کو رسولِ خدا کا جانشین کہتا تھا۔ اس نے حضرت علی کی مخالفت پر کمر باندھ لی۔

سب اس کو پہچانتے تھے اس کی عادتوں سے واقف تھے لوگ حضرت علی کو اچھی طرح جانتے تھے۔ وہ جانتے کہ معاویہ ایک بھیڑیا ہے اور حضرت علی ایک نہایت پرہیزگار انسان۔

خود معاویہ بھی حضرت علی کو دوسروں سے بہتر پہچانتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ حضرت علی حق و انصاف کے پابند ہیں۔ لیکن وہ خود زندگی کے فریب میں مبتلا تھا دنیا کے دھوکہ میں آگیا تھا۔ برائیوں میں گرفتار ہوگیا تھا۔ حضرت علی اور ان کی روش کا سخت مخالف

تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے جب اس طرح کے حالات دیکھے۔ تو اس کی سخت مخالفت کی۔ دلیری سے اس سے جنگ کی ـــــــ آخر ماہ مبارک کی ایک صبح مسجد کوفہ میں نماز کی حالت میں ایک نہایت نجس شخص (ابن ملجم) کی زہر آلود تلوار سے شہید ہو گئے۔

اب امام حسین علیہ السلام اپنے باپ کے سایہ سے بھی محروم ہو گئے۔ مسلمانوں کی امامت اور رہبری کی ذمہ داری ان کے بھائی حسن کے ہاتھوں میں آئی۔

امام حسن علیہ السلام دیکھ رہے تھے کہ معاویہ کس طرح خدا کے نیک بندوں کو ستا رہا ہے اور اپنی برائیوں سے دست بردار نہیں ہے۔ امام حسن نے معاویہ کی مخالفت کی اور اس کی برائیوں سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ لوگوں کو بتایا کہ ہمیشہ پاک و پاکیزہ زندگی بسر کرنا چاہئے۔

معاویہ کو امام حسن علیہ السلام کی مخالفت سے بڑا خطرہ تھا۔ اس نے امام کے قتل کا منصوبہ بنایا اور امام حسن علیہ السلام کی شمع زندگی کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔

کئی سال گذر گئے۔ یہاں تک کہ معاویہ مر گیا۔ اس کا ظالم بیٹا یزید تخت پر بیٹھا اور اپنے باپ کا جانشین ہوا۔

یزید، جھوٹا، دھوکہ باز، ظالم اور اسلام و قرآن کا دشمن تھا۔ خود کو مسلمان اور مسلمانوں کا خیر خواہ تصوّر کرتا تھا۔ وہ لوگوں سے یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ اس کو اپنا رہنما تسلیم کرلیں۔

پاک و پاکیزہ مسلمان اس سے باقاعدہ واقف تھے وہ اس کے کردار اور اخلاق کی برائیوں کو جانتے تھے ـــــ یہ لوگ صرف امام حسین علیہ السّلام کو رہبری کے لائق جانتے تھے۔ کیوں کہ امام حسین، پرہیزگار، دیندار اور انصاف پسند تھے۔ یہی خدا کے نیک اور پاکیزہ بندے امام حسینؑ کو دل و جان سے چاہتے تھے۔ یہ امام حسین کو اپنا رہنما اور امام مانتے تھے۔ اور یزید سے نفرت کرتے تھے۔

یزید جانتا تھا اگر امام حسین اس کی حکومت تسلیم کرلیں تو دوسرے حضرات بھی اس کو قبول کرلیں گے۔ اس نے مدینہ کے حاکم کے نام ایک خط لکھا کہ امام حسین سے مطالبہ کرو کہ وہ اس کو مسلمانوں کا رہنما تسلیم کرلیں۔

امام حسین علیہ السّلام نے یزید کے خط کو کوئی اہمیت نہیں دی اور اسکی حکومت ماننے سے انکار کردیا۔ وہ یزید کو کسی طرح بھی رہبری کے لائق نہیں سمجھتے تھے۔

اس دن مدینہ کی حالت ہی عجیب تھی۔ ایک طرف معاویہ کے مرنے کی خبر اور ایک طرف امام حسین کی مخالفت کی شہرت ـــــ ہر شخص کچھ نہ کچھ کہہ رہا تھا۔

ہر طرف طرح طرح کی باتیں ہو رہی تھیں۔ عجیب شور برپا تھا۔

امام حسین علیہ السّلام جانتے تھے اگر وہ مدینہ میں رہیں تو شہر کا امن و امان خطرے میں پڑ سکتا ہے لوگوں کی جانیں جا سکتی ہیں۔ امام حسین نے شہر سے نکل جانے کا ارادہ کیا اور اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ مکہ روانہ ہو گئے۔

خون میں ڈوبا ہوا سورج درختوں کے پیچھے آہستہ آہستہ نیچے اتر رہا تھا امام حسین نانا "رسول خدا" ماں "فاطمہ زہراؑ" اور بھائی "حسن مجتبیٰؑ" کی زیارت کرنے گئے ایک ایک کو آخری سلام کیا اور رخصت ہوئے۔ گھر واپس آئے۔ محمل آراستہ تھے قافلہ تیار تھا۔ امام حسین علیہ السلام سفر کے لئے آمادہ تھے۔

رات کا کچھ حصّہ گذرا امام حسین کا قافلہ رات کے وقت آہستہ آہستہ مدینہ سے روانہ ہوا۔ شہر کے باہر کے باغات کے کنارے سے گذرا اور پھر بے آب و گیاہ صحرا سے ہوتا ہوا مکہ کیجانب چلا۔

چند دن کے بعد امام حسین کا قافلہ مکہ پہونچا۔ مکہ والے بہت زیادہ خوش تھے۔ خوشی کے آثار چہرے سے نمایاں تھے۔ وہ خوش تھے کہ رسول خداؐ کی بیٹی کا فرزند ان کا مہمان ہوا ہے اور انکو میزبانی کا شرف حاصِل ہوا ہے۔

امام حسین عبادت خدا اور زیارت خانہ کعبہ میں مشغول تھے۔ اور لوگوں کو بیدار

کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور پیش آنے والے واقعات کے بارے میں فکر کر رہے تھے۔

انھیں معلوم تھا کہ اسلام کی راہ میں اور لوگوں کو غلامی سے آزاد کرانے کے لئے ان کے نانا رسولِ خدا نے کتنی زحمتیں برداشت کی ہیں۔ اسلام کو پھیلانے میں ان کے والد حضرت علی ع نے کس قدر قربانیاں دی ہیں اور دیکھ رہے تھے کہ اسلام کی خاطر ان کی ماں فاطمہ زہراؑ نے کس قدر مصائب برداشت کئے ہیں انھوں نے مسلمان عورتوں کو یہ تعلیم دی کہ کس طرح پاک و پاکیزہ اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنا چاہیئے گناہوں سے دور رہنا چاہیئے دلیر اور پرہیزگار بچے تربیت کرنا چاہیئے۔

امام حسین ایک لمحہ آرام سے نہیں بیٹھے وہ مسلسل لوگوں کو بیدار کرتے رہے انھوں نے فرمایا۔

"اے لوگو! خوب غور سے سنو۔ یزید دھوکہ باز، ظالم، ستمگر اور جھوٹا ہے ایسا شخص ہرگز اس لائق نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کا رہنما بن سکے۔ میں جب تک زندہ ہوں اسکی بیعت نہیں کروں گا اور اس کی حکومت ہرگز تسلیم نہیں کروں گا ____ دیکھو تم لوگ اس کے کہے میں نہ آنا جان بوجھ کر جہنم میں قدم نہ رکھنا۔ جہنم کی آگ بہت شدید ہے۔ اس کی دولت سے خوش نہ ہونا اور اس کی طاقت سے ڈرنا نہیں، قادر مطلق خدا سے پناہ مانگو تاکہ کامیاب ہو جاؤ"

بسم الله الرحمن الرحیم
ای حسین مردم از یزید بیزارند
ترا می‌خواهند و در انتظارت
روز شماری می‌کنند می‌خواهند
تو پیشوای ایشان باشی هرچه زودتر
بسوی ما حرکت کن

جب کوفہ والوں کو یہ معلوم ہوا کہ امام حسین نے یزید کی بیعت سے علی الاعلان انکار کردیا ہے اور اپنے خاندان کے ہمراہ مدینہ سے مکہ چلے گئے ہیں۔ کوفہ والوں نے امام حسین کو بہت سارے خط لکھے۔

اے حسین! لوگ یزید سے بیزار ہیں۔ آپ کو چاہتے ہیں۔ آپکے انتظار میں دن گن رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ آپ ان کے رہنما ہوں آپ جلد از جلد ہماری طرف تشریف لائیے۔

امام حسین نے اپنے جاں نثار چچازاد بھائی جناب مسلم کو کوفہ بھیجا۔ مسلم کوفہ پہونچے اور لوگوں سے گفتگو کی۔ سب نے ایک آواز ہو کر کہا۔

ہمارے رہنما تو بس امام حسین ہیں ہم ان کے ساتھ یزید سے جنگ کرنے کو تیار ہیں۔

جناب مسلم نے امام حسین کو خط لکھا کہ وہ کوفہ تشریف لے آئیں۔

صبح کا وقت تھا سورج نکل رہا تھا امام حسین کا قافلہ سفر کے لئے تیار تھا. امام حسین کے بعض اصحاب بھی اپنے کو سفر کے لئے تیار کر رہے تھے وہ اس سفر میں امام حسین کے ساتھ رہنا چاہتے تھے وہ وہ لوگ تھے جو دل وجان سے امام حسین کو چاہتے تھے. ان کا دل ہمیشہ امام کی یاد میں دھڑکتا تھا۔

قافلہ والے چند صفوں میں منظم کھڑے تھے اور سردار کے حکم کے منتظر تھے۔ امام حسین نے چلنے کا حکم دیا۔ سامان سے لدے اونٹ، محملین، سواروں کے ہمراہ گھوڑے .... زنجیر کے حلقوں کیطرح ایک دوسرے سے متصل ——— ایک دوسرے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔

راستہ میں جناب مسلم کے قتل کی خبر امام حسین کو ملی۔

خبر سن کر امام حسین بہت غم زدہ ہوئے اور آپ کے اصحاب بھی بہت متاثر ہوئے۔

قافلہ والوں نے جناب مسلم کی شجاعت اور جاں نثاری کی بہت تعریف کی ان پر درود و سلام بھیجا۔ پھر قافلہ اپنی منزل کیطرف آگے بڑھ گیا۔

قافلہ آگے بڑھ چکا تھا۔ کوفہ کے نزدیک پہونچ چکا تھا۔ دور سے غبار اڑتا نظر آیا ساری فضا غبار آلود ہوگئی۔ لوگوں کی نگاہیں اسی طرف متوجہ ہوگئیں۔

تھوڑی دیر گذری تھی کہ گھوڑ سوار نظر آنے لگے۔ وہ لوگ یزید کے سپاہی تھے جو آگے آرہے تھے تاکہ امام حسین کے قافلہ کو کوفہ میں داخل نہ ہونے دیں۔

یزید کے سپاہیوں نے قافلہ والوں کا راستہ روکا اور امام حسین سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ یزید کی حکومت تسلیم کرلیں۔

امام حسین نے فرمایا۔

"میرے لئے اس کام کی بہ نسبت موت زیادہ آسان ہے۔ میں جب تک زندہ ہوں یزید جیسے پست اور ذلیل انسان کی بیعت نہیں کروں گا۔ اور اس کے مطالبات ہرگز تسلیم نہیں کروں گا۔

جب امام حسین کے لئے کوفہ کا راستہ بند کر دیا گیا۔ امام حسین اپنا قافلہ ایک دوسری جانب لے چلے۔ وہ لوگ آگے بڑھ گئے۔ اور حاکم کوفہ کے حکم سے سرزمین شط فرات پر کھڑے ہو گئے۔ اس زمین کا نام "کربلا" تھا۔

امام حسین علیہ السّلام کے اصحاب گھوڑے اور اونٹ سے اترے۔ اور امام کے حکم سے خیمے نصب کئے۔ تاکہ عورتیں اور بچے آرام کر سکیں۔

کوفہ کے وہ افراد جو یزید کے جھوٹے وعدوں اور زر و جواہر کی تمنّا میں خوش تھے۔ انھوں نے بے وفائی کی اور عہد توڑ دیا۔ انھوں نے اپنا دین و ایمان مختصر سے مال دنیا کے بدلے فروخت کر دیا۔ اور امام سے جنگ کرنے پر تیار ہو گئے۔

کوفہ کے فوج کی سرداری عمر سعد کے پاس تھی جو ذلیل اور پست انسان تھا۔

چھٹی محرم کو عمر سعد کی فوج کربلا پہونچی۔ اور امام حسین کے قافلہ کے مقابلہ میں ٹھہری۔ ساتویں محرم کی صبح سے امام حسین پر پانی بند کر دیا۔ امام حسین کے ساتھیوں کو

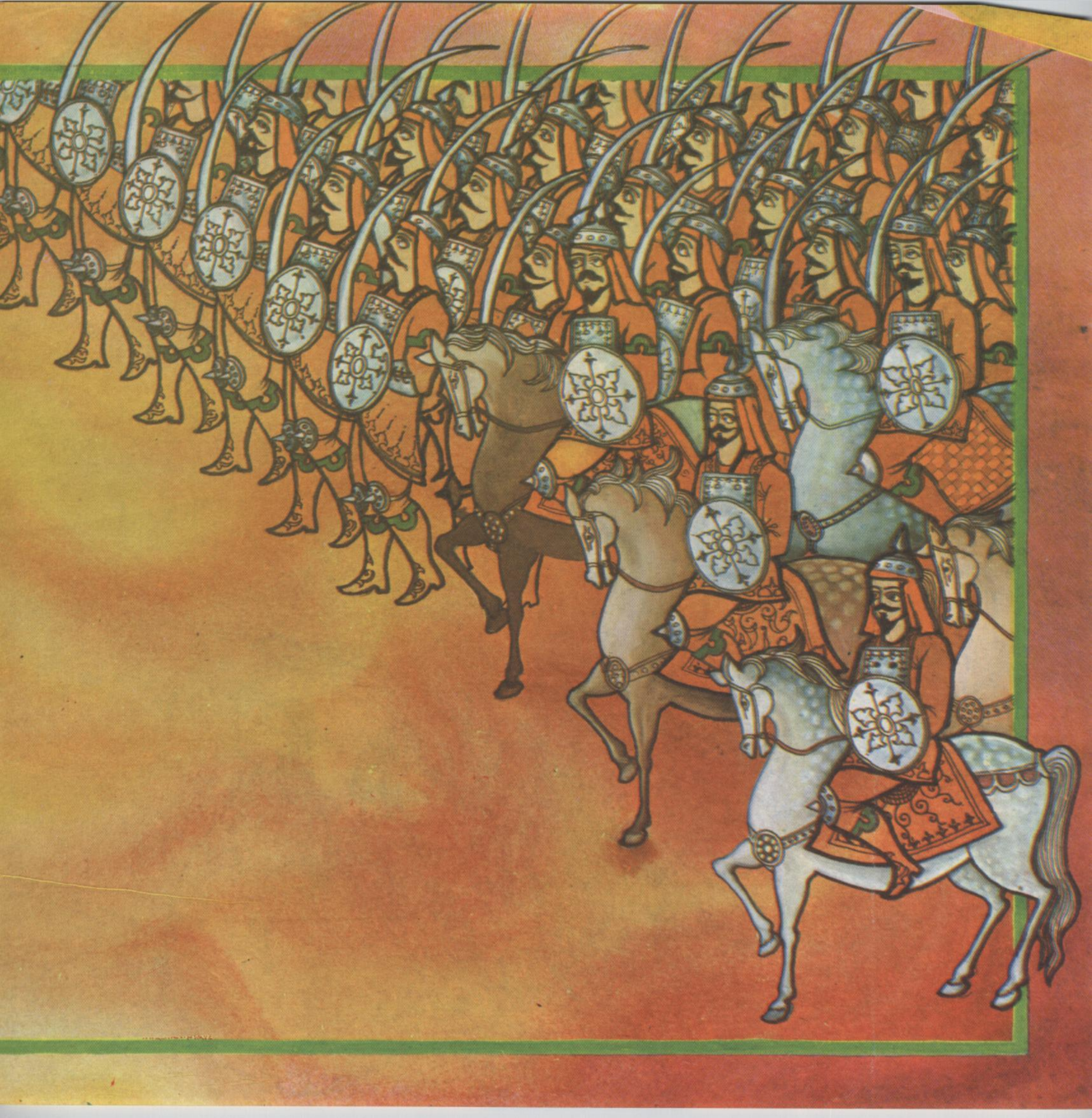

پانی لانے سے روک دیا گیا۔

نو محرم نمودار ہوئی۔ آج سرزمین کربلا کا رنگ ہی عجیب تھا دشمن کی فوج میں عجیب ہنگامہ تھا۔ سپاہی تیار کھڑے تھے۔ لشکروں کے سردار اپنے سپاہیوں کا غور سے معائنہ کر رہے تھے۔

جب سورج آسمان کے درمیان سے گذر کر مغرب کی طرف جانے لگا عمر سعد اپنے خیمہ سے باہر نکلا۔ تمام سپاہیوں کو تیار ہو جانے کا حکم دیا۔ سپاہی زرہ پہنے، کمریں کسے، تلوار ہاتھوں میں لئے صفوں میں آکھڑے ہوئے۔ جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

سوار ایک طرف کھڑے ہو گئے اور پیدل دوسری طرف

عمر سعد سب سے آگے ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے چلنے کا حکم دیا ہزاروں سپاہیوں پر مشتمل فوج آگے بڑھی۔ اور امام حسین علیہ السّلام کی بہتر ۷۲ سپاہیوں کی فوج کے سامنے پہونچ کر رُک گئی۔

جناب عباس نے اس منظر کو دیکھا، گھوڑے پر سوار ہوئے۔ گھوڑا بڑھا کر عمر سعد کے نزدیک پہونچے اور دریافت کیا۔

"تم یہاں کس لئے آئے ہو؟"

جواب میں کہا گیا۔

حسین سے جنگ کرنے۔"

جناب عباس واپس آئے اور جو کچھ گذرا تھا اپنے بھائی سے بیان کیا۔

امام حسین نے تھوڑی دیر غور کیا پھر اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے گفتگو کی پھر اپنے بھائی سے فرمایا۔

" بھائی ان لوگوں سے کہدو آج رات کی ہمیں مہلت دیدیں۔"

جناب عباس دوبارہ دشمن کی فوج کیطرف آئے اور عمر سعد کو بھائی کا پیغام دیا عمر سعد نے لوگوں کے کہنے سے بات مان لی۔ جناب عباس خیمہ کی طرف واپس آگئے۔

رات کا وقت تھا۔ چاند کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا وہ آسمان میں بیٹھا کربلا کے اس دلخراش منظر کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

عمر سعد کے سپاہی آگ کے شعلوں کے درمیان چاند کی روشنی میں تیروں اور تلواروں کو تیز کر رہے تھے۔ فوج سے مسلسل قہقہہ کی آوازیں بلند تھیں۔ ان کے ہنگاموں سے رات کا سکون درہم برہم تھا۔

امام حسین کے ساتھی فرات سے دور صحرا کے ایک کنارے لکڑیاں جلا کر اجالا کئے ہوئے تھے اور اس روشنی میں اپنے کو کل کی جنگ کے لئے تیار کر رہے تھے۔

آدھی رات گذر گئی۔ امام حسین کے وفادار ساتھی امام حسین کے گرد جمع تھے

اور شمع کیطرح امام کو درمیان میں لئے ہوئے تھے ۔ وہ اپنے امام کے نورانی چہرہ کو دیکھ رہے تھے ۔ اور انکی باتوں کو غور سے سن رہے تھے ۔

امام حسین نے اپنی گفتگو کے درمیان فرمایا ۔

"اے میرے وفادار ساتھیو ! یزید کے سپاہی تم سے کوئی سروکار نہیں رکھتے وہ صرف مجھے چاہتے ہیں اور مجھ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں ۔ میں تم سب کو آزاد کرتا ہوں تم جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ"

جناب عباس نے کہا ۔

"بھائی آپ کہتے ہیں چلے جائیں ۔ چلے جائیں تاکہ آپ کے بعد زندہ رہیں ۔ خدا ایسا دن نہ لائے ۔"

پھر سب نے ایک آواز ہو کر کہا ۔

"ہم چلے جائیں اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں ۔ اپنے امام کو رسول خدا کے فرزند کو دشمنوں کے درمیان تنہا چھوڑ دیں خدا کی قسم جب تک زندہ ہیں آپکے ساتھ رہیں گے اپنی جانیں آپ پر قربان کریں گے"

پاکیزہ افراد کے دلوں میں عشق کا سمندر لہریں لے رہا تھا اور ان کو ابدی زندگی کا یقین دلا رہا تھا ۔

امام حسین نے اپنے اصحاب کی پاکیزگی، وفاداری، اور نیک نیتی کو سراہا اور فرمایا "خُدا تم کو جزائے خیر دے۔ کتنے وفادار ہو تم۔ خدا کی قسم میں نے تم سے زیادہ وفادار اور جاں نثار ساتھی نہیں دیکھے"

اس کے بعد سب کو بہشت کی بشارت دی۔

رات آدھی سے زیادہ گذر چکی تھی۔ چاند رفتہ رفتہ اپنے افق کی طرف جا رہا تھا امام حسین کے خیموں سے تلاوت قرآن کی صدائیں آرہی تھیں۔ اور فضا میں پھیل رہی تھیں۔ بندگان خدا کے دل عشق سے لبریز تھے سروں میں شہادت کی تمنا تھی

روز عاشورہ کا سورج خون آلود چہرے کے ساتھ افق پر نمودار ہوا حق اور باطل کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آرا ہوگئیں۔

امام حسین اونٹ پر سوار ہو کر آگے تشریف لے گئے۔ کوفہ کی فوج کے پاس پہونچے اور فرمایا۔

"اے لوگو! کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟

سب نے کہا "ہاں آپ کو پہچانتے ہیں"

امام حسین نے فرمایا۔

"جب تم مجھے پہچانتے ہو پھر مجھ سے جنگ کیوں کر رہے ہو؟"

جواب دیا گیا۔
"آپ یزید کی حکومت تسلیم کریں۔ یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جائیں"
امام حسین نے فرمایا۔
"خدا کی قسم میں یزید کے مطالبات کے سامنے ہرگز تسلیم نہیں ہوں گا میں قتل کر دیا جاؤں لیکن اس کی باتوں کو نہیں مانوں گا۔ میرے نزدیک ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے"۔

جنگ شروع ہوئی۔ نیزے اور تلواریں چمکنے لگیں۔ ہر طرف گرد و غبار چھا گیا۔

امام حسین کے ساتھی ایک ایک کر کے میدان میں آتے رہے بہادری سے جنگ کرتے رہے اور شہید ہوتے رہے آخر میں امام حسین میدان میں آئے اور دلیرانہ جنگ کی۔

ابتداء میں دشمن کے سپاہیوں کو خاک و خون میں ملا دیا۔ آخر جب زخموں سے بہت زیادہ خون بہ گیا۔ پورا بدن زخموں سے چور ہو گیا تھا۔
گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے خون میں نہائے ——— اور شمر ملعون نے اپنے کند خنجر سے آپ کو شہید کر دیا۔

خیموں کو آگ لگائی گئی ۔ عورتوں اور بچّوں کو اسیر کیا گیا ——— اور خدا کی راہ میں شہید ہونے والوں کو ابدی زندگی ملی ۔

رات آئی کربلا کی سرزمین نے قرآن کے محافظوں کو ہمیشہ کے لئے اپنی آغوش میں لے لیا تھا ۔ چاند ان کے پاکیزہ چہروں پر نور برسا رہا تھا ۔ امام حسین علیہ السلام کے فرزندوں میں صرف امام زین العابدین علیہ السلام زندہ تھے ——— جن کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اسیروں کے قافلے کے ساتھ شام جارہے تھے ۔

*